بدھ 28 مئی 2014ء | خطبہ نمبر 21 | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ (1913ء سے جاری شدہ) FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

بدھ 28 مئی 2014ء 28 رجب 1435 ہجری 28 ہجرت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 120

رجا یہی ہے

اے میرے یار جانی! کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے
فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے اُدھوری ہم پر بلا یہی ہے

(درثمین)

پاکستان سمیت جہاں جہاں احمدیوں پر مظالم اور تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں انہیں صبر کرنے اور خدا سے مدد مانگنے کی تلقین

ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہونی چاہئے اور یہی ایک مومن کی شان ہے

جب ہم اللہ کے آگے جھکتے ہوئے اس کی مدد مانگتے ہیں تو ترقی کے نئے راستے کھلتے ہیں اور نئی منزلیں عطا ہوتی ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مئی 2014ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23 مئی 2014ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیات 146 تا 149 اور 170 تا 172 کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود کی جماعت کو ایسے لوگ عطا فرمائے ہیں جو اپنے عہدوں اور قربانیوں کی روح کو جانتے ہیں اور اس کے ایسے نمونے قائم کرنے والے ہیں جن کی اس زمانے میں کہیں اور مثال نہیں ملتی۔ جماعت احمدیہ میں جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی دین کی خاطر کرنے کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو علم کی کمی کی وجہ سے ایسا اظہار کر دیتے ہیں جو مومن کی شان نہیں۔ ایسا ہی پاکستان میں احمدیوں پر حالات تنگ کئے جانے سے متعلق ایک لکھنے والے کے خط کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے۔ الٰہی جماعتیں دنیاوی حکومتوں یا دنیاوی طرز کے احتجاجوں پر یقین نہیں رکھتیں اور نہ ہی الٰہی جماعتوں کی ترقی میں دنیاوی مدد کا کوئی کردار ہے۔ ہر مرتبہ جب ہم ابتلاء اور امتحانوں کے دور سے گزرتے ہوئے اللہ کے آگے جھکتے ہوئے اس کی مدد مانگتے ہیں تو ترقی کے نئے سے نئے راستے ہمارے سامنے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ترقی کے راستے کھول رہا ہے اور نئی سے نئی منزلیں طے ہو رہی ہیں۔ پس صرف اس بات سے پریشان نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک ملک میں امتحان یا ابتلاء کا دور لمبا ہو گیا بلکہ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وسعتیں کہاں تک پھیل رہی ہیں۔ فرمایا کہ ظاہری اسباب استعمال کرتے ہوئے ہم دنیا کو ان مظالم کے بارے میں آگاہ کر رہے ہیں لیکن اس سب کے باوجود ہمارا انحصار کسی حکومت یا کسی انسانی حقوق کی تنظیم پر نہیں بلکہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے، ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہونی چاہئے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیاوی لوگ جو سڑکوں پر واویلا، احتجاج، جلسے جلوس، توڑ پھوڑ اور اپنے خلاف ظلموں کا ظلم کر کے بدلہ لیتے اور اپنے حقوق لینے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے ساتھ کوئی الٰہی وعدے نہیں ہیں جبکہ ہمارے ساتھ دنیا والوں کے مظالم اور تنگیاں وارد کرنے اور جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے مقابلے پر صبر دکھانے اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انعامات کے ملنے اور فتح نصیب ہونے کے الٰہی وعدے ہیں۔ جن کے حصول کا بہترین نسخہ دعا ہے۔ فرمایا کہ اگر ہر احمدی خدا تعالیٰ پر انحصار کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو جہاں جہاں بھی احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں سے ہی ہوا میں اڑ جائیں گی۔ حضور انور نے آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود اور آپ کے رفقاء پر دین کے لحاظ سے تنگی کے حالات، ابتلاؤں اور مشکلات کے دور کا تذکرہ کیا اور پھر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے ماننے والوں کو یہی فرمایا ہے کہ میرے ساتھ اور میری جماعت کے ساتھ ظلم و زیادتی ہونی ہے، تکالیف کے دور آنے ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ میرا راستہ پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ کانٹوں پر چلنا ہوگا۔ اس لئے ہر شخص یہ سمجھ کر احمدیت میں داخل ہوتا ہے کہ تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ شروع میں تلاوت کی گئی آیات میں ثبات قدم اور ایمان کی مضبوطی کے لئے دعا سکھائی گئی ہے اور یہ تسلی بخش الفاظ بیان فرمائے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے جانے والے مردے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ پس یہ قربانیاں یہ عارضی ابتلاء ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں، نہ کہ مایوسی میں دھکیلنے والے۔ حضرت مسیح موعود قرآنی آیت ان الذین قالو اربنا اللّٰہ...... کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے، پھر استقامت اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلاؤں کے وقت ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو موجود دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرض خطر میں پاویں۔ اس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس یہ حالت ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے آخر پر مکرم خلیل احمد صاحب ابن مکرم فتح محمد صاحب بھوئیوال ضلع شیخوپورہ کی شہادت، مکرم مولوی احسان الٰہی صاحب ریٹائرڈ معلم وقف جدید اور مکرمہ نسرین بٹ صاحبہ کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور ان کی نماز جنازہ غائب و حاضر پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پریس ریلیز

ہم وطنوں کی خدمت کیلئے آئے پاکستانی نژاد امریکن احمدی مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب ربوہ میں راہ مولیٰ میں قربان۔ واقعہ مذہبی منافرت کا نتیجہ اور احمدیوں کے خلاف جاری ٹارگٹ کلنگ مہم کا حصہ ہے۔ (ترجمان جماعت احمدیہ)

(مرسلہ: نظارت امور عامہ)

چناب نگر ربوہ (پ ر) احمدی کارڈیک سرجن مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کو مورخہ 26 مئی 2014ء کو ربوہ کے قبرستان کے سامنے علی الصبح فائرنگ کر کے راہ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق پاکستانی نژاد امریکن مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب قبرستان میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ دعا کرنے جا رہے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار دو نامعلوم افراد نے ان کو ٹارگٹ کر کے فائرنگ کر دی جس سے وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ جائے وقوعہ سے گولیوں کے 11 خول ملے ہیں۔ ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب ربوہ کے مشہور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں محدود مدت کیلئے خدمت خلق کیلئے دو روز قبل پاکستان پہنچے تھے۔ ان کی عمر 50 سال تھی۔ وہ ایک شریف النفس اور نافع الناس وجود تھے جن کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی۔ ان کے لواحقین میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے مخلص احمدی ڈاکٹر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

ترجمان جماعت احمدیہ پاکستان مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کے قتل کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ انسانیت کی بلا امتیاز خدمت کرنے والے ڈاکٹر کا بہیمانہ قتل انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ایک ڈاکٹر جو چند دن پہلے اپنے ہم وطنوں کی

باقی صفحہ 8 پر

اداریہ

حفظ قرآن کی سعادت

حفظ قرآن ایک بہت بڑی سعادت ہے اور ہر حافظ حفاظت قرآن کی پیشگوئی پورا کرنے میں حصہ دار بنتا ہے۔ اس لئے احمدیوں میں بھی حفظ قرآن کا شوق کثرت سے ہے۔ اور اس کے لئے ایک مرکزی ادارہ بھی قائم ہے۔

لیکن چونکہ ہر احمدی اپنی قابلیت یا عمر کے لحاظ سے استطاعت نہیں رکھتا اس لئے خلفاء کی طرف سے اجتماعی حفظ قرآن کی تحریک بھی ہوتی رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک بار 12 دوستوں کو تحریک فرمائی کہ اڑھائی اڑھائی پارے یاد کر لیں۔ اس طرح سب مل کر حافظ قرآن بن جائیں۔ (تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء جلد 7 ص 101)

آپ نے ایک بار فرمایا کہ اگر کوئی سورۃ اخلاص جتنا قرآن روز یاد کرے تو 7 سال میں قرآن حفظ کر سکتا ہے۔

اپریل، مئی 1922ء میں حضرت مصلح موعود نے جماعت میں حفظ قرآن کی تحریک فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ کم از کم تیس آدمی قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کریں جس پر کئی احباب نے لبیک کہا۔

(الفضل 4 مئی 1922ء ص 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خدام کو ارشاد فرمایا کہ وہ قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کریں جب ایک پارہ حفظ ہو جائے تو دوسرا پارہ حفظ کیا جائے اس سکیم سے حضور کا مقصد قرآن مجید کے زیادہ سے زیادہ حفاظ تیار کرنا تھا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ نے اس تحریک پر کماحقہٗ عمل کرنے کی کوشش کی اور ان خدام کے نام جنہوں نے ایک ایک پارہ حفظ کر لیا تھا۔ حضور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے گئے۔

(الفضل خلیفہ ثالث نمبر)

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود قرآن مجید کے حافظ تھے اور کلام اللہ سے ان کو گہرا عشق تھا۔ آپ نے سکول میں قرآن مجید حفظ کرنے کا اس طرح انتظام کر رکھا تھا کہ کلاسوں کے لحاظ سے قرآن مجید کے پاروں کو حفظ کرنے کے لئے تقسیم کیا ہوا تھا۔ ہر کلاس کے دو سیکشن ہوا کرتے تھے۔ چھٹی سے لے کر کلاس دہم تک پانچ کلاسیں تھیں۔ ہر کلاس کے ذمہ چھ چھ پارے حفظ کرنے کے لئے لگا دیئے جاتے تھے۔ اسی طرح سکول کے سارے طلباء اگر جمع ہوں تو سارا قرآن مجید زبانی سنا جا سکتا تھا۔ کلاسوں کے انچارج اس کام کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے۔ (سید محمود اللہ شاہ صاحب ص 87)

آپ کے متعلق مکرم منیر احمد صاحب بانی لکھتے ہیں:

مجھے خوب یاد ہے ہماری جماعت میں ہر طالب علم کے ذمہ ایک رکوع تھا اس طرح ساری کلاس نے مل کر پورا پارہ یاد کر لیا اور سارے سکول نے مل کر پورا قرآن پاک حفظ کر لیا۔

(الفضل 28 فروری 2011ء)

حضرت مولوی غلام نبی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے متعلق حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں: آپ کو اکثر حصہ قرآن کریم کا حفظ ہے۔ بیماریوں کی وجہ سے سارا قرآن حفظ نہ کر سکے۔ تاہم بہت حد تک حافظ ہیں۔

مولانا اکثر طالب علموں کو قرآن کریم حفظ کرانے کی کوشش کرتے اور بلکہ بارہا فرماتے کہ قرآن کریم حفظ کرنا مشکل ہی نہیں۔ ہر روز دو تین آیت حفظ کر لیں اور ان کو سنن اور نوافل میں اور وتروں میں پڑھتے رہیں۔ جب خوب حفظ ہو گئیں۔ پھر آگے کی آیتیں حفظ کر لیں اور حقیقت میں یہ طریق نہایت ہی عمدہ ہے۔ اس سے مولانا کی محبت قرآنی کا پتہ چلتا ہے۔ (الحکم 21 ستمبر 1923ء ص 5)

اس اجتماعی حفظ کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور کئی خوش قسمت جماعتیں اور ادارے ایسے ہیں جو اس سکیم پر عمل پیرا ہیں بہت سے بزرگوں نے بڑی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت پائی اور جو پورا نہیں کر سکے وہ حتی الامکان اس خوش قسمتی کے حصول میں لگے رہے۔ ان میں ایک حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت میاں غلام قادر صاحب ساکن تہہ غلام نبی بھی تھے۔ آپ کے تفصیلی حالات الفضل 11 تا 13 جون 1965ء میں شائع ہوئے۔ ان میں لکھا ہے کہ آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اندازاً پندرہ پاروں سے بھی کچھ زیادہ حفظ تھا۔ آخری عمر تک قرآن کریم حفظ کرتے رہے۔ رات کو سوتے وقت اپنی چارپائی کے قریب قرآن کریم اور لیمپ رکھا کرتے تھے۔ جب کوئی آیت یا لفظ دیکھنا ہوتا تو لیمپ کی روشنی میں دیکھ لیتے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو قرآن پڑھتے پڑھاتے، حفظ کرتے اور پھر عمل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

آیئے میری جاں مرحبا مرحبا

(پیارے امام کے جاپان میں ورودِ مسعود پر)

میرے مولا نے کیسا کرم کر دیا — میرے دل کی دعا کو امر کر دیا
آج مشرق میں مغرب سے سورج چڑھا — آ گیا پاس میرے مرا دلربا
آیئے میری جاں مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

میں نے رو رو کے دن رات مانگا تھا جو — میرے اشکوں نے سجدوں میں چاہا تھا جو
میرے مولا نے سن لی وہ میری دعا — آ گیا پاس میرے مرا دلربا
آیئے میری جاں مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

ان کے دیدار کو آنکھ ترسی ہوئی — دل حزیں تھا زباں تھی مگر سی ہوئی
آخر اس نے مری خامشی کو سنا — آ گیا پاس میرے مرا دلربا
آیئے میری جاں مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

باغِ ہستی پہ چھائی ہوئی تھی خزاں — اُس کے بن تھا سکوں نہ قرار واماں
کیسا بادِ بہاراں نے مژدہ دیا — آ گیا پاس میرے مرا دلربا
آیئے میری جاں مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

اُن کے آنے سے آئی بہارِ چمن — مل گئی مردہ جسموں کو روحِ بدن
جامِ عرفان ہر بادہ کش نے پیا — آ گیا پاس میرے مرا دلربا
آیئے میری جاں مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

میرے آقا یونہی آپ آتے رہیں — تشنہ روحوں کو شربت پلاتے رہیں
لب پہ نغمے خوشی کے یہ محفلیں سدا — آ گئے پاس جو آپ جانِ وفا
آیئے میری جاں مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

ضیاء اللہ مبشر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

خطبہ جمعہ

11-اپریل 1900ء کو رونما ہونے والے حضرت اقدس مسیح موعود کے عظیم الشان علمی معجزہ ''خطبہ الہامیہ'' کا دلنشیں بابرکت ذکر

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نشان جو حضرت مسیح موعود کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے ایسے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہیں

''میں نہیں خیال کرسکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کرسکے......''

یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا''۔ (حضرت اقدس مسیح موعود)

میں نے اپنی آنکھوں سے اس الہامی اور معجزانہ کلام کے نزول کو دیکھا اور خود کانوں سے سنا کہ بلاامداد غیرے کس طرح وہ انسان روزِ روشن میں تمام لوگوں کے سامنے ایسا فصیح و بلیغ کلام سنا رہا ہے

محترمہ حنیفاں بی بی صاحبہ آف شیخوپورہ اور محترم سید محمود شاہ صاحب آف کراچی کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11-اپریل 2014ء بمطابق 11 شہادت 1393 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

آج میں حضرت مسیح موعود کے ایک ایسے نشان کا ذکر کروں گا جو آج کے دن یعنی 11/اپریل 1900ء میں ظاہر ہوا۔ یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نشان عمل میں آیا۔ یہ نشان آپ کا عربی زبان میں خطبہ ہے جو خاص تائید الٰہی سے آپ کی زبان پر جاری ہوا، بلکہ الہام میں ہی تھا۔ یہ ایک ایسا نشان تھا جو الہامی تھا اس لئے اس کا نام ''خطبہ الہامیہ'' رکھا گیا۔ اس الہامی خطبہ اور اس الہامی کیفیت کو دوسو کے قریب لوگوں نے اُس وقت سنا اور دیکھا۔ مجھے بھی کسی نے اس طرف توجہ دلائی کہ آج کے دن کی مناسبت سے جبکہ آج جمعہ بھی ہے حضرت مسیح موعود کے اس عظیم الشان نشان کو بیان کروں کیونکہ ایسے احمدی بھی ہیں جو شاید خطبہ الہامیہ کا نام تو جانتے ہوں جو کتابی صورت میں شائع ہے لیکن اس کی تاریخ اور پس منظر اور مضمون کا علم نہیں رکھتے۔ اور اس بات نے مجھے حیران بھی کیا جب یہ پتا چلا کہ بعض ایسے بھی ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ خطبہ الہامیہ کیا چیز ہے۔ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نشان جو حضرت مسیح موعود کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے ایسے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہیں اور مخالفین احمدیت کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں مواد مہیا کرتے ہیں۔ آپ کی صداقت کی دلیل ہمیں مہیا کرتے ہیں۔ اور خاص طور پر ایسے نشان جیسے خطبہ الہامیہ ہے یہ تو عظیم الشان نشانوں میں سے ہے۔ جس نے بڑے بڑے علماء کے منہ بند کر دیئے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ مختصراً اس کا پس منظر اور تاریخ بیان کروں گا اور یہ بھی کہ اس نے اپنوں پر اس وقت کیا اثر کیا، کس کیفیت میں سے وہ گزرے اور غیر اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اسی طرح اس خطبہ کی چند سطریں یا بعض چھوٹے سے اقتباسات پیش کروں گا۔

اس الہامی خطبہ کی حقیقت اور عظمت کا تو اسے پڑھنے سے ہی پتا چلتا ہے لیکن یہ چند فقرے جو میں پیش کروں گا جو میں نے پڑھنے کے لئے چنے ہیں ان میں بھی اس کی عظمت اور حضرت مسیح موعود کے مقام و مرتبے کا پتا چلتا ہے۔ تذکرہ میں یہ خطبہ الہامیہ شاید اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ علیحدہ کتابی صورت میں چھپا ہوا ہے لیکن بہرحال مجھے اس بارے میں کچھ تحفظات ہیں۔ اس لئے آئندہ جب بھی تذکرہ شائع ہو یا آئندہ کسی زبان میں جو بھی ایڈیشن شائع ہوں تو متعلقہ ادارے اس بارے میں مجھ سے پوچھ لیں۔

اس خطبہ الہامیہ کا پس منظر یہ ہے جو بدر نے لکھا ہے، اخبار الحکم نے بھی لکھا تھا یا جماعتی روایات میں آ رہا ہے کہ

''یوم العرفات کو (یعنی بڑی عید، عیدالاضحیٰ سے ایک دن پہلے) علی الصبح حضرت مسیح موعود نے بذریعہ ایک خط کے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو اطلاع دی۔ کہ

''میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام معہ جائے سکونت (یعنی پتہ وغیرہ کہاں رہتے ہیں) لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تا کہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے۔''

اس پر تعمیل ارشاد میں ایک فہرست احباب کی ترتیب دے کر حضور کی خدمت میں بھیج دی گئی۔ اس کے بعد اور احباب بھی باہر سے آ گئے جنہوں نے زیارت و دعا کے لئے بیقراری ظاہر کی اور رقعے بھیجنے شروع کر دیئے۔ حضور نے دوبارہ اطلاع بھیجی کہ

''میرے پاس اب کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے۔ اس طرح سخت ہرج ہوتا ہے۔''

مغرب وعشاء میں حضور تشریف لائے جو جمع کر کے پڑھی گئیں۔ بعد فراغت فرمایا:

''چونکہ میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گزاروں۔ اس لئے میں جاتا ہوں تا کہ تخلف وعدہ نہ ہو۔'' (وعدہ خلافی نہ ہو)

یہ فرما کر حضور تشریف لے گئے اور دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ دوسری صبح عید کے دن مولوی عبدالکریم صاحب نے اندر جا کر تقریر کرنے کے لئے خصوصیت سے عرض کی۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ ''خدا نے ہی حکم دیا ہے'' اور پھر فرمایا کہ

''رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو۔ میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا۔ شاید یہی مجمع ہو۔ (یعنی عید کا)''

پھر یہ بھی رپورٹس میں ہے کہ ''جب حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔ جب حضرات مولوی صاحبان تیار ہو گئے تو حضور نے یَا عِبَادَ اللّٰہِ کے لفظ سے عربی

خطبہ شروع فرمایا۔ اثنائے خطبہ میں حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا کہ

’’اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں‘‘

(یعنی ساتھ ساتھ لکھتے جاؤ۔ اگر کوئی لفظ سمجھ نہیں آیا تو ابھی پوچھ لینا)

جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں، حضرت اقدس نے فرمایا کہ

’’اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو مَیں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لیے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر مَیں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا، تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔ الحمدللہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق قبول ہوگئیں...‘‘ آپ نے یہ فرمایا اور پھر اس کا اردو میں ترجمہ شروع ہوا‘‘...... ابھی مولانا عبدالکریم صاحب ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرطِ جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے۔ حضور کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرتِ اقدس نے فرمایا۔

’’ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ ’’مبارک‘‘ یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 325-324 مطبوعہ ربوہ)

یہ رپورٹ الحکم میں شائع ہوئی تھی جو ملفوظات میں بھی درج ہے۔

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب ’’نزول المسیح‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

’’عیدالاضحیٰ کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو۔ چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اس دن میں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پُر معانی کلام عربی میں میری زبان میں جاری کی جو خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔ وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔ میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے۔ یہ تقریر وہ ہے جس کے اس وقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔‘‘

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 588)

پھر حقیقۃ الوحی میں آپ ذرا تفصیل سے فرماتے ہیں کہ

’’11 اپریل 1900ء کو عیدالاضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی اور نیز یہ الہام ہوا (-) یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو اسی وقت اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نورالدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔ جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوگی۔ سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ مَیں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا۔ خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376-375)

پس یہ چیلنج آج تک قائم ہے۔ یہ خطبہ دے دیا تو (اس بارہ میں) بعض مزید باتیں تاریخ احمدیت میں لکھی ہیں کہ

’’خطبہ چونکہ ایک زبردست علمی نشان تھا......‘‘ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا‘‘...... اس لئے اس کی خاص اہمیت کے پیش نظر حضرت مسیح موعود نے اپنے خدام میں تحریک فرمائی کہ اسے حفظ کیا جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں صوفی غلام محمد صاحب، حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب، مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے علاوہ بعض اور (رفقاء) نے اسے زبانی یاد کیا۔ بلکہ مؤخر الذکر دو (رفقاء) نے (بیت) مبارک کی چھت پر مغرب وعشاء کے درمیان حضرت مسیح موعود کی مجلس میں بھی اسے زبانی سنایا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو انتہا درجہ ادبی ذوق رکھتے تھے وہ تو اس خطبہ کے اتنے عاشق تھے کہ اکثر اسے سناتے رہتے تھے اور اس کی بعض عبارتوں پر تو وہ ہمیشہ وجد میں آ جاتے۔ مولوی صاحب ایسے بلند پایہ عالم کو خطبہ الہامیہ کے اعجازی کلام پر وجد آنا ایک طبعی بات قرار دی جاسکتی ہے مگر خدا کی طرف سے ایک تعجب انگیز امر یہ پیدا ہوا کہ تقریر سننے والے بچے بھی اس کی جذب وکشش سے خالی نہیں تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا بیان ہے کہ وہ دن جس میں یہ تقریر کی گئی ابھی ڈوبا نہیں تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے جن کی عمر 12 سال سے بھی کم تھی اس کے فقرے قادیان کے گلی کوچوں میں دہراتے پھرتے تھے (یعنی خطبہ کے فقرے) جو ایک غیر معمولی بات تھی۔

یہ خطبہ اگست 1901ء میں شائع ہوا۔ حضور نے نہایت اہتمام سے اسے کاتب سے لکھوایا۔ فارسی اور اردو میں ترجمہ بھی خود کیا اور اعراب بھی خود لگائے۔ اصل خطبہ کتاب کے (جو خطبہ الہامیہ کتاب ہے اس کے) اڑتیسویں صفحہ پر ختم ہو جاتا ہے جو کتاب کے باب اول کے تحت درج ہے۔ اگلا حصہ آخر تک عام تصنیف ہے جس کا اضافہ حضور نے بعد میں فرمایا۔ اور پوری کتاب کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا‘‘ (یعنی پہلا حصہ جو ہے وہ اصل خطبہ الہامیہ ہے۔ الہامی ہے۔‘‘ یہ کتاب شائع ہوئی تو بڑے بڑے عربی دان اس کی بے نظیر زبان اور عظیم الشان حقائق و معارف پڑھ کر دنگ رہ گئے......‘‘

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 86-85)

اسی خطبہ الہامیہ کے متعلق دو خوابیں حضرت مسیح موعود کی قلم مبارک سے لکھی ہوئی ملی ہیں جو تذکرے میں بھی درج ہیں۔

’’19 اپریل 1900ء کی تاریخ دے کر حضور نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کی مندرجہ ذیل خواب لکھی ہے کہ

میاں عبداللہ سنوری کہتے ہیں کہ منشی غلام قادر مرحوم سنور والے یہاں آئے ہیں۔ ان سے انہوں نے پوچھا ہے کہ اس جلسہ کی بابت اُس طرف کی خبر دو۔ کیا کہتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ اوپر بڑی دھوم مچ رہی ہے۔ (یہ خواب بیان کر رہے ہیں کہ اوپر کیا حالات ہیں؟)۔ یہ خواب بعینہ سید امیر علی شاہ صاحب کے خواب سے مشابہ ہے کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ جس وقت عربی خطبہ بروز عید پڑھا جاتا تھا اس وقت جناب...... جلسہ میں موجود ہیں اور اس خطبہ کو سن رہے ہیں۔ یہ خواب عین خطبہ پڑھنے کے وقت ہی بطور کشف اس جگہ بیٹھے ہوئے ان کو معلوم ہوگیا تھا۔‘‘ (تذکرہ صفحہ 290 حاشیہ ایڈیشن چہارم)

بعض (رفقاء) کے بھی تاثرات ہیں۔

حضرت حافظ عبدالعلی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

’’میں بوقت خطبہ الہامیہ موجود تھا۔ حضور کی آواز اس وقت بدلی ہوئی تھی۔ ضلع سیالکوٹ کا ایک سید ملہم (سید صاحب تھے ان کو الہام ہوا کرتا تھا لیکن بہرحال وہ احمدی تھے) میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ فرشتے بھی سننے کے لئے موجود ہیں۔‘‘

(رجسٹر روایات (رفقاء) غیر مطبوعہ رجسٹر 3 صفحہ 146 روایت حضرت حافظ عبدالعلی صاحب)

حضرت مرزا افضل بیگ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

''عیدالاضحیٰ کا خطبہ الہامیہ میرے سامنے حضرت اقدس نے (بیت) اقصیٰ میں جو پرانی (بیت) مسیح موعود کے وقت کی ہے محراب اندرون دروازے کے سامنے باہر کے دروازے میں کھڑے ہوکر خطبہ بزبان عربی میں پڑھا۔ (یعنی جو برآمدے کی ڈاٹ تھی یا درتھا اس کے اوپر کھڑے ہوکر) حضور ہر لفظ کو تین بار دہراتے تھے اور مولوی حاجی خلیفۃ المسیح اوّل اور مولوی عبدالکریم صاحب یہ ہر دو صاحب کتابت کرتے تھے اور حضور سے دریافت کرتے تھے کہ لفظ 'س' سے ہے یا 'ث' سے۔ عین سے یا الف سے ہے۔ (یعنی لفظ پوچھا بھی جایا کرتے تھے۔) غرضیکہ مولوی صاحبان خود اپنے اصلاح کے دریافت کرتے تھے۔ حضرت اس کی تصحیح فرماتے تھے۔ پھر ختم ہونے پر حضور نے مولوی عبدالکریم صاحب کو فرمایا کہ آپ ترجمہ کر کے پبلک کو سنا دیں چنانچہ مولوی صاحب نے ترجمہ سنایا اور پھر سجدہ شکر (بیت) میں ادا کیا گیا۔''

(رجسٹر روایات (رفقاء) غیر مطبوعہ رجسٹر 8 صفحہ 212 روایات حضرت مرزا افضل بیگ صاحب)

حضرت مولانا شیر علی صاحب فرماتے ہیں کہ ''اس عید کا خطبہ الہامیہ حضرت صاحب نے پڑھایا۔ یوم الحج کی صبح کو حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی صاحب کو پیغام بھیجا یا خط لکھا کہ جتنے لوگ یہاں موجود ہیں ان کے نام لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تا میں ان کے لئے دعا کروں۔ حضرت مولوی صاحب نے موجود احباب کو تعلیم الاسلام سکول میں جمع کیا۔ (تعلیم الاسلام ان دنوں مدرسہ احمدیہ کی جگہ میں تھا) اور لوگوں کے ناموں کی فہرست تیار کروائی اور حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجی۔ حضرت صاحب نے اپنے دالان کے دروازے بند کر کے دعائیں فرمائیں۔ بعض لوگ جو پیچھے آتے تھے بند دروازے میں سے اپنے رقعے اندر پہنچاتے تھے۔ اس دن صبح کو حضرت مسیح موعود عید کے لئے نکلے (بیت) مبارک کی سیڑھیوں سے تو آپ نے فرمایا کہ رات کو مجھے الہام ہوا ہے کہ کچھ کلمات عربی میں کہو۔ اس لئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب دونوں کو پیغام بھیجا کہ وہ کاغذ اور قلم دوات لے کر آویں۔ کیونکہ عربی میں کچھ کلمات پڑھنے کا الہام ہوا ہے۔ نماز مولوی عبدالکریم نے پڑھائی اور مسیح موعود نے پھر اردو میں خطبہ فرمایا غالباً کرسی پر بیٹھ کر۔ اردو خطبے کے بعد آپ نے عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا کرسی پر بیٹھ کر۔ اس وقت آپ پر ایک خاص حالت طاری تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ ہر جملے میں پہلی آواز اونچی تھی، پھر دھیمی ہو جاتی تھی۔ سامنے بائیں طرف حضرت مولوی صاحبان لکھ رہے تھے۔ ایک لفظ دونوں میں سے ایک نے نہ سنا اس لئے پوچھا تو حضرت نے وہ لفظ بتایا اور پھر فرمایا کہ جو لفظ سنائی نہ دے وہ ابھی پوچھ لینا چاہئے کیونکہ ممکن ہے مجھے بھی یاد نہ رہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اوپر سے سلسلہ جاری رہا میں بولتا رہا اور جب ختم ہو گیا بس کر دیا۔ پھر حضرت صاحب نے اس کے لکھوانے کا خاص اہتمام کیا اور خود ہی اس کا دو زبانوں فارسی اور اردو میں ترجمہ کیا اور یہ تحریک بھی فرمائی کہ اس کو لوگ یاد کر لیں ......۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے اس کو یاد کر کے (بیت) مبارک میں باقاعدہ حضرت صاحب کو سنایا۔ اس کے بعد میرے بھائی حافظ عبدالعلی صاحب نے حضرت مولوی صاحب سے اس کے متعلق پوچھا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حضرت صاحب کی طاقت سے بالا ہے۔ ان کے اس جواب سے یہ مطلب تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کا نہیں۔''

(رجسٹر روایات (رفقاء) غیر مطبوعہ رجسٹر 10 صفحہ 302 تا 304 روایت حضرت مولانا شیر علی صاحب)

حضرت میاں امیر الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ

''حضرت صاحب جو خطبہ الہامیہ سنا کر نکلے تو راستے میں فرمایا کہ 'جب میں ایک فقرہ کہہ رہا ہوتا تھا تو مجھے پتا نہیں ہوتا تھا کہ دوسرا فقرہ کیا ہوگا۔ لکھا ہوا سامنے آجاتا تھا اور میں پڑھ دیتا تھا۔' حضور بہت ٹھہر ٹھہر کر اور آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے۔''

(رجسٹر روایات (رفقاء) غیر مطبوعہ رجسٹر 10 صفحہ 62 روایت حضرت میاں امیر الدین صاحب)

حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالوی تحریر فرماتے ہیں کہ

''سید عبدالحیٔ صاحب عرب جو عرب سے آکر بہت دنوں تک قادیان میں بغرض تحقیق ٹھہرے رہے اور بعد میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ انہوں نے خاکسار سے اپنی بیعت کرنے کا حال اس طرح بیان کیا تھا'' فرمایا کہ ''میں حضرت مسیح موعود کی فصیح و بلیغ تصانیف کو پڑھ کر اس بات کا دل ہی میں قائل ہو گیا تھا کہ ایسا کلام سوائے تائید الٰہی کے اور کوئی لکھ نہیں سکتا۔ لیکن یہ مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ کلام خود حضرت مسیح موعود کا ہے۔ اگرچہ مجھے حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دیگر علماء اس بات کا یقین دلاتے اور شہادت دیتے تھے لیکن میرے شُبہ کو ان کا بیان دور نہ کر سکا اور میں نے مختلف طریقوں سے اس بات کا ثبوت مہیا کرنا شروع کر دیا کہ آیا واقعی یہ حضرت مسیح موعود کا اپنا ہی کلام ہے؟ اور کسی دوسرے کی امداد اس میں شامل نہیں۔ چنانچہ میں عربی میں بعض خطوط حضرت اقدس کی خدمت میں لکھ کر ان کے جواب عربی میں ہی حاصل کرتا اور پھر اس عبارت کو غور سے پڑھتا اور اس کا مقابلہ حضور کی تصانیف سے کر کے معلوم کرتا تھا کہ یہ دونوں کلام ایک جیسے ہیں۔ لیکن پھر بھی مجھے کچھ نہ کچھ ان میں فرق ہی نظر آتا جس کا جواب مجھے یہ دیا جاتا کہ حضرت اقدس کا عام کلام جو خطوں وغیرہ کے جواب میں تحریر ہوتا ہے اس میں معجزانہ رنگ اور خاص تائید الٰہی نہیں ہو سکتی چونکہ عربی تصانیف کو حضرت صاحب نے متحدّیانہ طور پر خدا تعالیٰ کے منشا اور حکم کے ماتحت اس کی خاص تائید سے لکھا ہے اس لئے ان کا رنگ جدا ہوتا ہے اور جدا ہونا چاہئے ورنہ عام لیاقت اور خاص تائید الٰہی میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

بہر حال میں قادیان میں اس بات کی تحقیقات کے واسطے ٹھہرا رہا تاکہ میں بھی کوئی اس قسم کی خاص تائید الٰہی کا وقت بچشم خود ملاحظہ کروں۔ چنانچہ خطبہ الہامیہ کے نزول کا وقت آ گیا اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس الہامی اور معجزانہ کلام کے نزول کو دیکھا اور خود کانوں سے سنا کہ بلا امداد غیرے کس طرح وہ انسان روز روشن میں تمام لوگوں کے سامنے ایسا فصیح و بلیغ کلام سنا رہا ہے۔ لہٰذا میں نے اس خطبہ کو سننے کے بعد شرح صدر سے بیعت کر لی۔''

((رفقاء) احمد جلد ہفتم صفحہ 188 روایت حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی مطبوعہ ربوہ)

''ایک دوست مکرم حاجی عبدالکریم صاحب فوجی ملازمت کے سلسلے میں مصر گئے۔ (شاید 1940ء سے کچھ پہلے کا کوئی وقت ہے۔) وہاں انہوں نے (دعوت الی اللہ) کا کام جاری رکھا اور ایک دوست علی حسن صاحب احمدی ہو گئے۔ ان کو لے کر حاجی صاحب مختلف مصری عرب احباب کے پاس جاتے اور (دعوت الی اللہ) کرتے تھے۔ ان میں سے ایک دوست محکمہ تار میں کلرک تھے۔ کئی روز ان سے خیالات کا تبادلہ ہوتا رہا۔ وہ تمام مسائل میں ان کے ساتھ متفق ہو گئے مگر امتی نبی ماننے پر تیار نہ تھے (یہ بات ماننے پر تیار نہ تھے کہ حضرت مسیح موعود امتی نبی ہیں) انہوں نے اس کلرک کو ''الخطبۃ الالہامیۃ'' دیا اور پھر کئی دن اس کے پاس نہ گئے۔ ایک دن اس دوست کا خط آیا جس میں اس نے حاجی صاحب کو کھانے پر بلایا تھا۔ وہاں پہنچنے پر اس نے کہا۔ آپ میری بیعت کا خط لکھ دیں......۔

حاجی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت ان کا یہ واقعہ اور بیعت فارم پر کر کے قادیان روانہ کر دیا۔''

ایک صاحب شیخ عبدالقادر المغربی بڑے چوٹی کے عالم تھے۔ ''حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ان علامہ المغربی سے علمی، ادبی اور دینی مزاج کی وجہ سے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ سے ان کی پہلی ملاقات 1916ء میں ہوئی تھی۔ ایک دفعہ علامہ المغربی نے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کو کہا کہ آیئے ہم دونوں تصویر بنائیں اور دوستی کا اقرار قرآن مجید پر ہاتھ رکھتے ہوئے کیا۔ اسی دوستی کی وجہ سے حضرت مصلح موعود جب دمشق گئے ہیں تو مولوی عبدالقادر صاحب بھی آپ سے ملنے آ گئے اور بہت سے سوالات آپ سے کئے اور جب حضرت مصلح موعود نے جواب دیئے تو انہوں نے پھر یہ کہہ دیا (کیونکہ علامہ تھے، ضد بھی تھی) کہ ہم لوگ عرب ہیں، اہل زبان ہیں۔ قرآن مجید کو خوب سمجھتے ہیں ہم سے بڑھ کر کون قرآن کو سمجھے گا۔ اس پر خیر باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ فرمایا کہ تم لوگ بھی اسی طرح سے لغت کے محتاج ہو جس طرح سے ہم ہیں۔ قرآن خدا نے

ہمیں سکھایا ہے اور سمجھایا ہے اور ہماری زبان باوجود یہ کہ ہم لوگ اردو میں گفتگو کرنے کا محاورہ رکھتے ہیں اور عربی میں بولنے کا ہمیں موقع نہیں ملتا تم سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے وغیرہ وغیرہ

حضور نے بڑے جوش سے عربی میں ایسی فصیح گفتگو فرمائی کہ پاس بیٹھے ایک سید صاحب بھی مولوی عبدالقادر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ واقعہ میں ان کی زبان ہم لوگوں سے زیادہ فصیح ہے۔ اس پر مولوی عبدالقادر نے کچھ نرمی اختیار کی اور پھر ادب سے گفتگو کرنے لگے۔

بہرحال دوران گفتگو انہوں نے (علامہ مغربی صاحب نے) یہ بھی کہا کہ حضرت مسیح موعود کی کتب میں زبان کی غلطیاں ہیں۔ اس کا بھی جواب حضرت خلیفہ ثانی نے دیا۔ فرمایا کہ تم میں اگر طاقت ہے تو اب ہی اغلاط کا اعلان کر دو یا ان کتب کا جواب لکھ کر شائع کر دو۔ یہ یاد رکھو کہ تم ہرگز نہ کر سکو گے۔ اگر قلم اٹھاؤ گے تو تمہاری طاقت تحریر سلب کر لی جاوے گی۔ تجربہ کر کے دیکھ لو۔ ان باتوں پر اب اس نے منت سماجت شروع کی کہ آپ ان دعووں کو عرب مصر اور شام میں نہ پھیلائیں اس سے اختلاف بڑھتا ہے اور اختلاف اس وقت ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ وہابیوں نے پہلے ہی سخت صدمہ پہنچایا ہوا ہے۔ آپ بلاد یورپ، امریکہ اور افریقہ کے کفار اور نصاریٰ میں (دعوت) کریں۔ مبشر بھیجیں لیکن یہاں ہرگز ایسے عقائد کا نام نہ لیں خدا کے واسطے۔ اَنَا اَرْجُوْکُمْ یَا سَیِّدِیْ کبھی بوسہ دے کر کبھی ہاتھوں کو لپیٹ کر غرض ہر رنگ میں بار بار منت کرتا تھا کہ خدا کے واسطے ان علاقہ جات میں حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کا اعلان نہ کریں اور نہ (مربی) بھیجیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر کہنے لگے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اچھے آدمی تھے۔ (دین) کے لئے غیرت رکھتے تھے مگر ان کی نبوت اور رسالت کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔ صرف لا الٰہ الا اللہ پر لوگوں کو جمع کریں۔ خیر ان باتوں کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بڑے پرشوکت الفاظ میں، لہجے میں دیا کہ اگر یہ منصوبہ ہمارا ہوتا تو ہم چھوڑ دیتے۔ مگر یہ خدا کا حکم ہے اس میں ہمارا اور سیدنا احمد کا کوئی دخل نہیں۔ خدا کا یہ حکم ہے ہم پہنچائیں گے اور ضرور پہنچائیں گے......"

انہی مغربی صاحب کا یہ واقعہ آگے چل رہا ہے، حضرت مصلح موعود نے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کو شام بھیجا۔ اس زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "... ایک دن میں اور حضرت مولانا شمس صاحب بعض دوستوں سے احمدیت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ شیخ عبدالقادر المغربی مرحوم تشریف لائے اور بیٹھ کر ہماری باتیں سنیں۔ اثنائے گفتگو استخفاف سے اپنی سابقہ ملاقات کا ذکر کیا" (یعنی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ہوئی تھی بڑے تحقیر کے الفاظ میں) "......اور جو مشورہ حضور کو دیا تھا اسے دہرایا۔ (یعنی (دعوت الی اللہ) یہاں نہ کریں) اور مذاقاً کہا کہ الہامات کی عربی عبارت بھی درست نہیں۔ (یعنی حضرت مسیح موعود کے الہامات کی عربی عبارت بھی درست نہیں ہے تو کہتے ہیں) "میں نے خطبہ الہامیہ ان کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ پڑھیں کہاں عربی غلط ہے۔ انہوں نے اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا اور ایک دو لفظوں سے متعلق کہا کہ یہ عربی لفظ ہی نہیں۔ تو مولانا شمس صاحب نے (وہاں بیٹھے ہوئے تھے) تاج العروس (عربی کی ایک لغت ہے) الماری سے نکالی اور وہ لفظ نکال کر دکھائے۔ سامعین کو حیرت ہوئی اور شاہ صاحب کہتے ہیں میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہا کہ کہلاتے تو آپ بڑے ادیب ہیں، بڑے عالم ہیں لیکن آپ کو اتنی عربی بھی نہیں آتی جتنی میرے شاگرد کو آتی ہے۔" (کہتے ہیں شمس صاحب ان دنوں مجھ سے انگریزی پڑھا کرتے تھے تو اس لئے میں نے ان کو شاگرد کہا۔) اس پر انہیں بڑا غصہ آیا اور یہ کہتے ہوئے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے کہ میں تمہیں دیکھ لوں گا اور کل بتاؤں گا تمہیں کیا ہوتا ہے... "خیر شاہ صاحب کہتے ہیں"... میں نے دیکھا کہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ میری باتوں سے کچھ متاثر ہیں تو ان کو بھی میں نے کہا کہ ہم دونوں اکٹھے رہے ہیں۔ میں بھی وہاں پڑھایا کرتا تھا اور ان کو علامہ صاحب کو خطبہ الہامیہ پڑھ کر ایسی رائے کا اظہار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ بجائے اس کے حق بات ان کو مان لینی چاہئے تھی۔ خیر یہ دوستوں میں باتیں ہوتی رہیں۔ دوسرے دن کہتے ہیں صبح سویرے شمس صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو کہا تھا کہ عبدالقادر المغربی سے بگاڑ نہیں پیدا کرنا، تعلقات رکھیں تو آپ نے تو انہیں ناراض کر دیا ہے۔ تو میں نے کہا فکر نہ کرو ٹھیک کر لیں گے۔ دوسرے دن ہم دونوں صبح سویرے علامہ صاحب کے مکان پر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو مغربی صاحب تشریف لے آئے اور آتے ہی مجھ سے بغلگیر ہو گئے اور مجھے بوسہ دیا اور کہا کہ میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ میں آپ کی طرف آنا ہی چاہتا تھا۔ اندر تشریف لے آئیں۔ قہوہ پئیں اور میں آپ کو دکھاؤں کہ میری رات کیسے گزری۔ ہم اندر گئے تو انہوں نے رسالہ 'الحقائق عن الاحمدیہ' (یہ حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کی تالیف تھی) کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ یہ رسالہ میرے ہاتھ میں تھا اور پختہ ارادہ کیا کہ اس رسالے کا ردّ شائع کروں۔ میں نے حدیث اور تفاسیر کی کتب جو میرے پاس تھیں وہ میز پر رکھ لیں اور عشاء کی نماز پڑھ کر ردّ لکھنا شروع کر دیا۔ ادھر سے رسالہ پڑھتا اور ردّ لکھنے کے لئے کتابیں دیکھتا۔ ایک ردّ لکھتا اس میں تکلف معلوم ہوتا اسے پھاڑ دیتا۔ ایک اور ردّ لکھتا اسے بھی پھاڑ دیتا۔ اسی طرح رات گزر گئی۔ بیوی نے بھی کہا کیا ہو گیا ہے تمہیں واپس آ جاؤ۔ سو جاؤ (کہتے ہیں کہ) آخر صبح فجر کی اذان ہو گئی اور میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ ہر بات جو میں لکھتا تھا مجھے لگتی تھی یہ تو غلط ہو گئی اور وہ سارا جماعت کا ہی لٹریچر ہے۔ حضرت مسیح موعود کی تحریرات پر ہی بنیاد رکھتا ہے۔ تو اس کے بعد وہ ان کو (شاہ صاحب کو) کہنے لگے کہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب ایک کلمہ مخالفت کا مجھ سے آپ نہیں سنیں گے۔ آپ کے خیالات سراسر اسلامی ہیں اور آپ آزادی سے (دعوت الی اللہ) کریں اور پوچھنے والوں سے میں آپ کے حق میں اچھی بات ہی کہوں گا لیکن میں آپ کے فرقے میں داخل نہیں ہوں گا۔ آخری دم تک وہ جماعت کی تعریف کرتے رہے۔"

(ماخوذ از سیرت حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب صفحہ 27-29)

اب میں خطبہ الہامیہ کے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں جس سے اس کی جیسا کہ میں نے کہا عظمت کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ اصل تو پورا پڑھیں گے تو پتا لگے گا۔ حضرت مسیح موعود عربی میں فرماتے ہیں کہ

"اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ اَنَا الْمَسِیْحُ ....۔

(یعنی) اے لوگو! مَیں وہ مسیح ہوں ......اور میں احمد مہدی ہوں اور سچ مچ میرا ربّ میرے ساتھ ہے۔ میرے بچپن سے لے کر میری لحد تک۔ اور مجھ کو وہ آگ ملی ہے جو کھا جانے والی ہے اور وہ پانی جو میٹھا ہے اور میں یمانی ستارہ ہوں اور روحانی بارش ہوں۔ میرا رنج دینا تیز نیزہ ہے اور میری دعا مجرب دوا ہے۔ ایک قوم کو میں اپنا جلال دکھاتا ہوں اور دوسری قوم کو جمال دکھاتا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں ہتھیار ہے اس کے ساتھ میں ظلم اور گناہ کی عادتوں کو ہلاک کرتا ہوں اور دوسرے ہاتھ میں شربت ہے جس سے میں دلوں کو دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔"

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 61-62)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"اَیُّھَا النَّاسُ قُوْمُوْا لِلّٰہِ ....۔

(کہ) اے لوگو! خدا کے لئے تم سب کے سب یا اکیلے اکیلے خدا کا خوف کر کے اس آدمی کی طرح سوچو جو نہ بخل کرتا ہے اور نہ دشمنی۔ کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ خدا بندوں پر رحم کرے؟ اور کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ بدی کو دفع کیا جائے اور جگروں کی پیاس کا مینہ برسانے سے تدارک کیا جائے؟ کیا بدی کا سیلاب اپنی انتہا کو نہیں پہنچا؟ اور جہالت کے دامن نے اپنے کناروں کو نہیں پھیلایا؟ اور ملک فاسد ہو گیا اور شیطان نے جاہلوں کا شکریہ ادا کیا۔ پس اس خدا کا شکر کرو جس نے تم کو یاد کیا اور تمہارے دین کو یاد کیا اور ضائع ہونے سے محفوظ رکھا اور تمہارے بوئے ہوئے کو اور تمہاری زراعت کو آفتوں سے بچایا اور مینہ نازل فرمایا اور اس کے سرمایہ کو کامل کیا اور اپنے مسیح کو ضرر کے دور کرنے کے لئے اور اپنے مہدی کو خیر اور نفع پہنچانے کے لئے بھیجا اور تمہیں تمہارے امام کے زمانے میں غیر کے زمانہ کے بعد داخل کیا۔"

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 66-67)

"وَاِنِّیْ عَلٰی مَقَامٍ ....۔

......پس یہ وہ عظیم الشان نشان ہے، یہ عظیم الشان الفاظ ہیں، یہ دعوت ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے دی۔ اللہ تعالیٰ کے الہام سے آپ نے دنیا کو دی اور یہ نشان جیسا کہ میں نے کہا 11 اپریل

1900ء کو ظہور میں آیا، آج تک اپنی چمک دکھلا رہا ہے اور آج تک کوئی ماہر سے ماہر زبان دان اور بڑے سے بڑا عالم اور ادیب بھی چاہے وہ عرب کا رہنے والا ہے اس کا مقابلہ نہیں کر سکا اور کس طرح یہ مقابلہ ہوسکتا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا کلام تھا جو آپ کی زبان سے ادا ہوا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اور خاص طور پر عرب (-) کو عقل اور جرأت دے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرستادے کے پیغام کو سمجھیں اور امت (-) کو آج پھر امت واحدہ بنانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کے مددگار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز جمعہ کے بعد مَیں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں سے ایک جنازہ مکرمہ حنیفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب بھٹی بہوڑو چک ضلع شیخوپورہ کا ہے جو 3/اپریل 2014ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں تھیں (-)۔ آپ نے 1953ء میں ایک خواب کی بناء پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کی سعادت پائی تھی۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں آپ نے خلیفۃ المسیح الثانی کو دیکھا تو بتایا کہ خواب میں بیعت کے لئے کہنے والے بزرگ حضور ہی تھے۔ آپ بہن بھائیوں میں اکیلی احمدی تھیں اور پنجوقتہ نمازی، تہجد گزار، بڑی دعا گو تھیں۔ غریب پرور نیک دل مخلص خاتون تھیں۔ جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ عہدیداران کی بڑی عزت کرتی تھیں۔ ان کے پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے ہیں۔ اپنے ایک بیٹے مکرم محمد افضل بھٹی صاحب کو انہوں نے جامعہ بھیجا۔ وہ تنزانیہ میں (مربی) سلسلہ ہیں اور وہاں خدمت بجا لا رہے ہیں اور میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ کے جنازے پر بھی شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور ان کے اس بیٹے کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے جو میدان عمل میں دین کی خدمت بجا لا رہا ہے۔

دوسرا جنازہ مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب آف کراچی کا ہے۔ جو 29/مارچ 2014ء کو 76 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے (-)۔ یہ اپنے گھر میں تھے کہ وضو کر کے عصر کی نماز پڑھنے کے لئے اپنے کمرے میں گئے ہیں۔ کافی انتظار کے بعد جب ان کی اہلیہ نے جا کے دیکھا تو جائے نماز ابھی کھولی نہیں تھی، فولڈ کی ہوئی جائے نماز پڑی تھی، یا نماز پڑھ لی تھی یا پڑھنے سے پہلے بہرحال جائے نماز پر یہ گرے ہوئے تھے تو بستر پر ڈالا، ایمبولینس آئی، انہوں نے چیک کر کے بتایا کہ ان کی وفات ہو چکی ہے۔ آپ حضرت سید ناظر حسین شاہ صاحب (رفیق) حضرت مسیح موعود کے بیٹے اور مکرم عبداللہ شاہ صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خالہ زاد بھائی تھے ان کے داماد تھے۔ نہایت شفیق، حلیم، نیک، دعا گو، نظام جماعت اور خلافت سے بے انتہا محبت کا تعلق رکھنے والے تھے۔ جماعتی کاموں میں مختلف ذمہ داریوں پر طویل عرصے تک ان کو خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ تہجد گزار، نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے وقف عارضی بھی کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ کا ہر سال بے چینی سے انتظار کرتے۔ یہاں آتے تھے اور جلسہ میں شمولیت اور خلیفہ وقت سے ملاقات کا بھی ان کو بڑا شوق ہوتا تھا۔ لمبے عرصہ تک کراچی میں اپنے حلقے کے سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سارے پاکستان سے باہر ہی آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ اور سویڈن وغیرہ میں رہتے ہیں۔ ان کے دو بھائی یہاں ہیں۔ ایک سید نصیر شاہ صاحب ہیں جو آجکل یو۔ کے میں شعبہ رشتہ ناطہ کے انچارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ رحم کا سلوک فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر اور حوصلہ دے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم عبدالرزاق خان بلوچ صاحب معلم وقف جدید چک 25 سٹھیالی خورد ضلع ننکانہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ سٹھیالی خورد ضلع ننکانہ صاحب کے دو بچوں توقیر احمد ولد مکرم شفیق احمد بھٹی صاحب اور علی تیمور ولد مکرم طارق محمود تارڑ صاحب کی تقریب آمین مورخہ 20/اپریل 2014ء کو احمدیہ بیت الذکر چک 25 سٹھیالی خورد میں ہوئی۔ بچوں سے قرآن کریم مکرم خالد احمد بھٹی صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید نے سنا۔ اس آمین کی تقریب میں آٹھ غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔ دونوں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار کو حاصل ہوئی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں اور بڑوں کو قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم عبدالباسط مومن صاحب سیکرٹری وصایا دارالیمن غربی سعادت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 2 مئی 2014ء کو بعد از نماز جمعہ محمد انس ابن مکرم محمد اکمل صاحب دارالیمن غربی سعادت کی تقریب آمین منعقد کی گئی۔ مکرم حافظ عمران آفتاب صاحب زعیم خدام الاحمدیہ نے عزیزم سے قرآن پاک کے کچھ حصے سنے بعدہ مکرم سلیم الدین احمد ہاشمی صاحب صدر محلّہ دارالیمن غربی سعادت نے دعا کروائی۔ بچے کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار کو حاصل ہوئی۔ عزیزم نے دس سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم پڑھنے، سیکھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم محمد اسد محمود صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی شافیہ اسد واقفہ نو نے 7 سال 7 ماہ کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 25/اپریل 2014ء کو تقریب آمین کے موقع پر مکرم عبدالقدیر قمر صاحب مربی سلسلہ نے بچی سے قرآن پاک سے کچھ آیات سنیں۔ بچی مکرم مسعود احمد خان صاحب شیخوپورہ کی نواسی اور مکرم محمد رفیق طارق صاحب آف لندن کی پوتی ہے۔ بچی کو قرآن پاک پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ مکرمہ شوکت اسد صاحبہ کو نصیب ہوئی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بچی کو باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے کی توفیق دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری منیر احمد گوندل صاحب کا 4/اپریل 2014ء کو آسٹریلیا میں انتقال ہو گیا۔ آپ 29 نومبر 1942ء کو مرالہ ضلع منڈی بہاؤ الدین میں پیدا ہوئے آپ کے والد مکرم چوہدری علی محمد صاحب اور ان کے بھائی مکرم چوہدری صالح محمد صاحب سوہاوہ ضلع منڈی بہاؤ الدین سے اپنے ننھیال مرالہ شفٹ ہو گئے ان کے ذریعہ ہمارے گاؤں مرالہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب نے احمدیت قبول کی اور جماعت احمدیہ مرالہ معرض وجود میں آئی۔ مرحوم 2007ء میں شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین سے ڈپٹی جنرل مینیجر فنانس سے ریٹائر ہوئے اور اپنے بچوں کے پاس آسٹریلیا چلے گئے آپ کی تدفین آپ کے آبائی گاؤں مرالہ میں ہوئی جہاں مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم مظہر اقبال صاحب ناظم ارشاد وقف جدید نے دعا کروائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ مکرمہ امۃ الروف صاحبہ، دو بیٹے مکرم شاہد گوندل صاحب، مکرم عمر گوندل صاحب، ایک بیٹی مکرمہ سعدیہ صاحبہ، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر سمیع الاحمد صاحب یوکے کے چچا تھے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اشفاق صاحب امیر ضلع نوابشاہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم انوار الحق صاحب ابن مکرم نور محمد صاحب نوابشاہ 12 مئی 2014ء کو دل کے دورہ کا باعث انتقال کر گئے۔ 12 مئی شام 6 بجے ان کی نماز جنازہ احمدیہ قبرستان میں مکرم ناصر احمد منظور صاحب مربی ضلع نوابشاہ نے پڑھائی۔ بعد از تدفین دعا مکرم بشارت احمد قمر صاحب مربی دعوت الی اللہ نے کروائی۔ آپ 1950ء میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے چشتیاں کے علاقہ سے آپ لوگ باندھی چلے آئے۔ آپ کی تعلیم میٹرک تھی۔ باندھی کے علاقہ میں آپ لوگ زمیندارہ کرتے تھے۔ اسی دوران آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا جس کی وجہ سے آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ بعد ازاں آپ نے نوابشاہ میں میڈیکل سٹور کھول لیا۔ جہاں بقیہ تمام وقت گزارا۔ چند سال قبل انہیں دل کا عارضہ ہو گیا تھا۔ ہمت والے انسان تھے۔ ٹانگ کی معذوری اور دل کے عارضہ کے باوجود ہمت نہ ہاری اور زندگی کے آخری سال بلکہ آخری دن تک اپنے کام پر جاتے رہے اور رزق حلال کے لئے کوشاں رہے۔ آپ والی بال، کبڈی اور کلائی پکڑنے کے اچھے کھلاڑی تھے۔ صدقہ خیرات کرنے والے اور دعوت الی اللہ کرتے رہنے والے وجود تھے۔ ان کی اولاد میں ایک ہی بیٹی ہے جو شادی شدہ ہے۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت، بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

معلوماتی خبریں

انوکھی غار ماسکو میں ایک ایسی غار ہے جس میں داخل ہوتے ہی آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ جیسے آپ کسی طلسمی جگہ پر آ گئے ہیں۔ یہ مشرقی روس میں واقع گلیشیئر کے آتش فشانی سلسلہ میں واقعہ ہے۔ ان غاروں کی دیواریں نیلے، سبز، زرد رنگ کی محسوس ہوتی ہیں۔ اس غار کے نیچے ایک دریا بھی بہہ رہا ہے۔ (اُردو ٹائمز 9 ستمبر 2013ء)

جمائی لینے کی وجہ حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے۔ جس کے مطابق جمائی دماغ پر اثر انداز ہوتی ہے لیکن اس کا حقیقی مقصد دماغ کو آکسیجن فراہم کرنا نہیں بلکہ ہم اپنے دماغ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جمائی لیتے ہیں۔ نیند سے محرومی اور تھکاوٹ دماغ کے درجہ حرارت میں اضافہ کرتی ہے۔ اس لئے یہ سچ ہے کہ ہم نیند کی کمی سے نمٹنے کے لئے جمائی لیتے ہیں لیکن جمائی ہمیں جگا کر نہیں رکھتی بلکہ ہوا کے جھونکوں کی صورت میں دماغ کو صحیح درجہ حرارت میں کام کرنے میں مدد دیتی ہے۔

(وائس آف امریکہ 16 مئی 2014ء)

بلے سازی ......ایک مہارت بلے (Bat) کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ 1729ء میں ایک چپٹے بلیڈ کی بجائے ہاکی کی طرح کا پہلا بلا اوول کے میدان میں استعمال کیا گیا تھا۔ پھر 1760ء میں باؤلرز نے باؤنسر مارنے کا فن ایجاد کیا تو بلے کے ڈیزائن میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ 23 ستمبر 1771ء کو باقاعدہ بلے کی چوڑائی سوا چار انچ مقرر کر دی گئی۔ طے پایا کہ اس کے بلیڈ کے اوپر ہینڈل ہوگا جو کھلاڑی کی گرفت میں رہے گا۔

یہ سفر جاری رہا اور آج تک جاری ہے۔ اس دوران آسٹریلیا کے ڈینس للّی نے ''کم بیٹ'' بنایا جس میں ایلومینیم استعمال ہوئی۔ رکی پونٹنگ نے کاربن فائبر سے بنا ہینڈل والا بلا متعارف کروایا۔ اس طرح کے بلے صرف 20ویں صدی کے آخر میں استعمال نہیں ہوئے بلکہ 19ویں صدی میں بھی بلے کے اندر سٹیل راڈ لگانے کا تجربہ کیا گیا تھا۔ 1851ء میں لکڑی کے سوا چار انچ چوڑے بلے کے اوپری حصے میں V ڈیزائن کی کاٹ کر اس میں ایک ہینڈل فٹ کیا جاتا تھا یہ ہینڈل لکڑی کے مختلف شاخوں کو جوڑ کر بنایا گیا اور اس پر ڈوری لپیٹ دی گئی تاکہ بلے کی لچک متاثر نہ ہو۔ اس ہینڈل پر اور محنت کی گئی تو کین کی مدد سے ہینڈل بنائے جانے لگے۔

اب جیسے جیسے کرکٹ کا سنہری دور آنا شروع ہوا۔ بلے بنانے کی صنعت کو فروغ ملنے لگا۔ جدید بلے کی شکل ڈبلیو جی گریس نے دی اس نے اس شکل میں جو مختلف زاویوں سے تبدیلیاں کیں اس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ یہ بلا بھرپور طاقت سے گیند سے ٹکرائے اور بہترین شارٹ کھیلنے میں مدد ملے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لارڈ کے گراؤنڈ میں البرٹ ٹراؤٹ نے جو چھ چھکے مارے تھے وہ اس بلے سے مارے جس میں ایک ہی لکڑی استعمال ہوئی۔ اس میں سوائے ہینڈل کے کوئی دوسرا جوڑ نہ تھا۔

بلے سازی کی صنعت کے روح رواں جی ایم کرکٹ والے ہیں جو ٹرینٹ کے کنارے موجود فیکٹری سے ساری دنیا کو بلے مہیا کرتے ہیں آج وہاں ایک ملی میٹر کی موٹائی کی کٹائی بھی مشین کرتی ہے۔ اور بلے بنانے کے لئے استعمال ہونے والی بہترین لکڑی کے لئے جنگلات اُگائے جاتے ہیں۔ کچھ عشرے پہلے بھی وہ فیکٹری تھی جس میں 1957ء تک لمبے ہاتھ سے ہی بنتے تھے۔ کرکٹ میں جتنی مرضی تبدیلیاں آئیں لیکن بلے کی ہیت وہی رہے گی۔

(روزنامہ دنیا میگزین 4 تا 10 مئی 2014ء)

گمشدہ بیگ

مکرم عبدالمالک صاحب کارکن نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی عزیزہ کا ایک عدد لیڈیز بیگ ریلوے روڈ سے مبشر مارکیٹ دارالرحمت غربی جاتے ہوئے گم ہو گیا ہے جن صاحب کو ملے۔ خاکسار کو اطلاع دے دیں۔ شکریہ

رابطہ نمبر: 0331-7724606

بقیہ از صفحہ 1 مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب

بقیہ از صفحہ 1

خدمت کے لئے آیا اس کو قتل کر کے سفاک مجرموں نے انسانیت پر ظلم کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ افسوسناک واقعہ احمدیوں کے خلاف جاری منظّم ٹارگٹ کلنگ کا حصہ ہے۔ اس سے قبل بھی احمدی ڈاکٹر نشانہ بنائے جاتے رہے ہیں انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین کھلے عام احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز لٹریچر شائع کر کے تقسیم کر رہے ہیں جن میں احمدیوں کے قتل کی ترغیب دی جاتی ہے انہوں نے کہا کہ کچھ عرصہ قبل ایسے مخالفانہ پمفلٹس بھی شائع کئے گئے تھے جن میں احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلاتے ہوئے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں علاج کرانے کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی بنیادوں پر قتل و غارت گری کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کے نفرت انگیز لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے اور معصوم انسانوں کے قتل کے فتوے دینے والوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ انہوں نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کے قاتلوں کا کھوج لگا کر انہیں سخت سزا دی جائے۔

بازیافتہ بالی

مکرم سید منیر احمد صاحب مکان نمبر 33 شکور پارک ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی کی وفات پر تعزیت کیلئے آنے والے افراد میں سے کسی کی ایک عدد بالی گھر سے ملی ہے جن صاحب کی ہو نشانی بتا کر حاصل کر سکتے ہیں۔ اس فون نمبر سے رابطہ کریں۔ 047-6215557

ربوہ میں طلوع وغروب 28 مئی

طلوع فجر	3:28
طلوع آفتاب	5:03
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	7:09

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

28 مئی 2014ء

12:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مئی 2014ء
4:00 am	سوال وجواب
6:30 am	گلشن وقف نو
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	جلسہ سالانہ یوکے 2012ء
2:15 pm	سوال وجواب
6:10 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اگست 2008ء
8:10 pm	دینی وفقہی مسائل
11:25 pm	جلسہ سالانہ یوکے

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

ملٹی لنکس انٹرنیشنل کارگو کوریئر
یادگار روڈ۔ ربوہ
جلسہ سالانہ جرمنی اور U.K کے پارسلوں پر خصوصی رعایت
دنیا کے تمام ممالک میں پارسل اور قیمتی دستاویزات بذریعہ Fedex اور DHL مناسب ریٹس
0321-7918563,0333-2163419
047-6213567,6213767

چوہدری پراپرٹی ایڈوائزر
جائیداد کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
گل مارکیٹ ساہیوال روڈ نزد جلسہ گاہ ربوہ
047-6216188
0300-8135217
0333-6706639
0333-6216188
Email:chaudry.property.advisors@hotmail.com

البشیرز معروف قابل اعتماد نام
پیج جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات
اب چنیوٹ کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت
پروپرائیٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز
شوروم ربوہ 0300-4146148,047-6214510
فون شوروم چنیوٹ 049-4423173

FR-10

کسی بھی معمولی یا پیچیدہ خطرناک آپریشن سے پہلے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
جرمن ادویات کا مرکز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم اے) فون: 047-6211510
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 0334-7801578

لوٹ سیل۔ سیل۔ سیل
لیڈیز وبچگانہ ورائٹی =/Rs 250
مردانہ و لیڈیز فینسی ورائٹی =/Rs 350
رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ

Cardiff Metropolitan University
Want to study in the UK?
Free information seminar and application opportunity
Meet Chris Kelly on
Monday 2nd June, 14.00 - 19.00
Pearl Continental Hotel, Board Room 'F'
The Mall Road, Lahore
For more information: cardiffmet.ac.uk
EducationConcern.Com67-C, Faisal Town, Lahore.
042-35177124 / 35162310 / 0302-8411770
info@educationconcern.com Skype: fdewdrop
EC Education Concern